Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.4, Issue.2 (April-June-2026)
Acceptance Date04-05-2026

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 02-06-2026

An Analytical Study of the Thoughts and Theories of Al-Mawardi and Ibn Taymiyyah on Shura

"شوریٰ کے متعلق الماوردی اور ابنِ تیمیہ کے افکار و نظریات کا تجزیاتی مطالعہ"

Jahangeer khan
PHD- Research Scholar MYU.Isbd. jahangeerkhanthalla@gmail.com.pk

Abstract

This paper presents an analytical study of the concepts of Shura as articulated by two classical Muslim scholars, Al-Mawardi and Ibn Taymiyyah, and evaluates their relevance for contemporary Islamic governance. Shura, or consultative decision-making, is a foundational principle in Islam. However, its institutional application remains a central debate in modern Muslim polities. By examining the primary works of Al-Mawardi, particularly Al-Ahkam al-Sultaniyyah, and the political treatises of Ibn Taymiyyah, this study compares their theoretical frameworks, conditions, and objectives for Shura.The study finds that Al-Mawardi institutionalized Shura within the framework of the Caliphate. He argued that for Shura to be effective and balanced, the selection of advisors must be based strictly on merit. He rejected criteria such as kinship, tribal affiliation, or fame, and instead emphasized knowledge, integrity, and wisdom as the essential qualifications for Ahl al-Shura. For Al-Mawardi, the Caliph's authority was legitimized through his role as Imam, and Shura functioned as a mechanism to ensure competent counsel in both administrative and ethical matters.In contrast, Ibn Taymiyyah emphasized Shura as a binding constitutional principle that limits autocratic rule. He maintained that the Imam or ruler must be selected by Ahl al-Hall wal-Aqd, a group of qualified Muslims capable of judging according to the Qur'an and Sunnah. He explicitly rejected the concentration of decision.

The thoughts and theories of Al-Mawardi and Ibn Taymiyyah present a comprehensive framework of Islamic political thought, jurisprudence, social reform, and fundamental principles, which retain their significance in every era. Al-Mawardi and Ibn Taymiyyah are counted among the great Muslim scholars whose ideas had a profound impact on Islamic history. In the context of modern times, it is very necessary to understand their ideas and apply them so that we can adopt their fundamental thoughts in today's world.

Key Words:
Concepts, Economic Challenges, Islamic Teachings, Social Reform, Islamic History, Modern Circumstances.

CC BY

Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.4, Issue.2 (April-June-2026)
Acceptance Date04-05-2026

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 02-06-2026

مقدمہ

الماوردی اور ابنِ تیمیہ دونوں کا شمار بڑے مفکرین میں ہوتا ہے اب ہم باری باری دونوں کا مختصر تعارف پیش کر کے پھر شوریٰ کے متعلق ان کے فکری نظریات کا تجزیہ کریں گے۔

تعارف و پیدائش

الماوردی ۹۷۲ء بمطابق 364ھ بصرہ میں ایک علمی گھر آنے میں پیدا ہوئے انہوں نے قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی، آپ شافعی مسلک کے ایک نامور عالم تھے۔ وہ اپنے زمانے کے بڑے قاضی اور فقیہ تھے۔ مختلف شہروں میں جج کے فرائض سرانجام دیتے رہے، عباسی خلفاء کی طرف سے سفارتی خدمات انجام دیں، وہ ایک مسلم فقیہ، مفسر، محدث اور فقہ شافعی کے عالم تھے۔ ان کی سب سے اہم کتاب الاحکام السلطانیہ ہے، جو اسلامی حکومتی انتظام، قوانین اور سیاست پر ایک تفصیلی اور مفید کتاب ہے۔ انہوں نے اس کے علاوہ فقہ، تفسیر، اصول دین اور ادب پر بھی بہت سی کتابیں لکھیں۔

الماوردی ایک مشہور فقیہ، مفسر قرآن، اسلامی سیاست کے بانی منظم مفکر اور ایک ہمہ جہت شخصیت تھے، انہوں نے اسلامی ریاست کے اصولوں کو علمی اور عملی دونوں سطحوں پر واضح کیا، ان کی تصنیفات اور نظریات نے اسلامی سیاست، حکمرانی اور معاشرتی نظام پر گہرا اثر ڈالا۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر گہرائی سے تحقیقات کیں، بشمول سیاسی نظام، حکومت اور شوریٰ (مشورہ) کے اصول۔ الماوردی کو اسلامی سیاسی نظریات کا بانی مفکر کہا جاتا ہے، انہوں نے خلافت کو دین و دنیا کے نظم کے لیے ضروری قرار دیا، حکمران کے لیے علم، عدل اور اہلیت کو شرط بنایا۔[1]

مشہور تصنیف

الاحکام السلطانیہ جو اسلامی حکومتی اور سیاسی نظام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ یہ الماوردی کی شہرہ آفاق تصنیف ہے۔

دیگر تصانیف فقہ، اصول دین، الماوردی تفسیر، درر السلوک فی سیاستہ الملوک، تسهيل النظر و تعجيل الظفر، کتاب الاِقناع اور ادب کے موضوعات پر کئی دیگر کتب بھی تصنیف کیں۔ آخر میں بغداد میں سکونت اختیار کی اور مختلف شہروں میں قضا کی خدمات بھی انجام دیں۔ آپ نے دو عباسی خلفاء کے ادوار میں سب سے بڑے قاضی کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں اور الماوردی نے ۱۰۵۸ء بمطابق ۴۵۰ھ بغداد میں وفات پائی۔[2]

---

[1] -Muhammad Qamaruddin Khan.(1961) .Al-mawardi. In M.M Sharif(Ed.),A History Of Muslim Philosophy (vol.3). Lahore.

[2] -Ahmad Mubarak Al Baghdadi.(1981,February).The political Thought of Abu hasan Al Mawardi (Ph.D.).

CC BY

اب الماوردی کی شہرہ آفاق تصنیف الاحکام السلطانیۃ کا تفصیلی تعارف نظر قرطاس کیا جاتا ہے۔

الاحکام السلطانیۃ کا تعارف

"الاحکام السلطانیۃ" الماوردی کی مشہور ترین اور مقبول ترین کتاب ہے جس کو ہجرت مدینہ کے پانچ سو سال بعد تحریر کیا گیا، اس تصنیف کا موضوع اسلامی حکومت، خلافت، عدلیہ، سیاسی نظام اور انتظامی امور سے متعلقہ ہے اس میں اسلامی حکومت کی غرض و غایت اور حکومت کے تمام اختیارات جن کو ہر حال میں نبھانا لازمی ہوتا ہے۔اس کتاب میں اصول فقہ کے مطابق اسلامی ریاستی نظم و نسق کا ایک جامع دستور قلم بند کیا گیا ہے، جس کی اساس قرآن کریم وحدیث مبارکہ اور عمل صحابہ ہے۔یہ تصنیف ۲۰ ابواب اور ۴۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔اب ذیل میں اس کتاب کی تاریخی و علمی اہمیت پر تبصرہ کیا جائے گا:

تاریخی و علمی اہمیت

یہ کتاب اسلامی سیاسی فکر کے بنیادی مراجع میں شمار ہوتی ہے، آج بھی اسلامی سیاسیات کے طلبہ کے لیے بہت اہم اور مفید ہے، ایک سروے رپورٹ کے مطابق اسلامی حکومت کے حوالے سے لکھی گئی کتب میں اس کتاب کو نمایاں مقام حاصل ہے تو بے جا نہیں ہو گا کیونکہ بعد کے مفکرین نے اپنی تصنیفات میں الاحکام السلطانیہ سے رہنمائی حاصل کی ہے، اور اسے بطور حوالہ استعمال کیا ہے۔الغرض الاحکام السلطانیۃ اسلامی ریاست کے قیام، اس کے اداروں اور حکمرانوں کے لیے واضح اور مکمل نظام پیش کرتی ہے۔یہ صرف قلمی نسخہ نہیں بلکہ آزمودہ نظام حیات ہے جو اسلامی حکومت کے لیے مکمل راہنمائی اور ضابطہ فراہم کرتی ہے۔[3]

الماوردی کا "ولی امر کا نظریہ"

الماوردی "ولی امر "کا نظریہ فراہم کرتے ہیں جو کہ "امیر یا خلیفہ "کے نمائندے کی حیثیت رکھتا ہے۔ان کے مطابق "ولی امر" ایک ایسا شخص ہے جسے لوگوں میں امن قائم کرنے، عدلیہ کو منصفانہ بنانے اور حکومت کے نظم وضبط کو قائم رکھنے کے فرائض سونپے جاتے ہیں۔ حکمران کی سب سے پہلی ذمی داری شریعت کی حفاظت اور اس کا نفاذ ہے۔خلافت، نبوت کی نیابت ہے دین کی سالمیت اور جہاں کے انصرام کے لیے[4]

امامت وخلافت کے لیے شرائط

University of Edinburgh,Edinburgh. Page 45-46.

[3]- Ahmad Mubarak Al Baghdadi.(1981,February).The political Thought of Abu hasan Al Mawardi (Ph.D.). University of Edinburgh,Edinburgh. Page 45-46.

[4] سید محمد ابراہیم، مترجم، الماوردی، **الاحکام السلطانیہ**(لاہور: قانونی کتب خانہ، ۲۰۰۸ء)، ص 5 ۔

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 02-06-2026

الماوردی کے نزدیک امامت وخلافت کی اہلیت کے لئے ان سات شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔
ان کے مطابق، خلیفہ / امام کا انتخاب ایک مخصوص اصولی طریقہ پر کیا جائے۔ ماوردی نے اس بابت تاکید کی کہ خلیفہ کو علمی قابلیت، اخلاقی صفات، اور انتظامی صلاحیتوں کا حامل ہونا چاہیے۔ خلیفہ کو لوگوں کی بھلائی کی طرف خاص التفات کرنا چاہیے اور اسے ظالمانہ حکومت سے بچنا چاہیے۔ الماوردی کی شرائط کا عربی متن مع خلاصہ نظر قرطاس کیا جاتا ہے:

1. الْعَدَالَةُ الْجَامِعَةُ
2. الْعِلْمُ الْمُؤَدِّي إِلَى الِاجْتِهَادِ
3. سَلَامَةُ الْحَوَاسِّ
4. سَلَامَةُ الْأَعْضَاءِ
5. الْفِكْرُ الصَّحِيحُ إِلَى سِيَاسَةِ الرَّعِيَّةِ وَحُسْنِ التَّدْبِيرِ
6. الْقُوَّةُ لِحِفْظِ الْوَطَنِ
7. النَّسَبُ الْقُرَشِيُّ[5]

الماوردی کے مطابق خلیفہ میں ان سات شرائط کا پایا جانا بہت اہم ہے اس کے بغیر کسی آدمی کو خلیفہ نہیں بنایا جاسکتا۔

(پہلی شرط) حق پذیری، اپنی تمام شرطوں کے ساتھ) یعنی سچ قبول کرنا، مطلب حق کے سامنے جھک جانا۔
(دوسری) علم، وہ اتنا صاحب علم ہو کہ ضروری مسائل میں اجتہاد کر سکے)۔
(تیسری) صحت حواس و نطق، خلیفہ کے حواس خمسہ صحیح ہوں اور زبان بالکل صاف ہو، تاکہ سننے والوں کو کوئی مشکل پیش نہ آئے۔
(چوتھی صحت اعضاء) اس کے تمام اعضاء سلامت ہوں تاکہ امور ریاست میں رکاوٹ نہ بنے۔
(پانچویں عقل و فراست) عوام کی نگرانی اور ملکی حفاظت کے لیے اس کا عقل مند ہونا لازمی ہے۔
(چھٹی، بہادری و دلیری، جس کے ساتھ ملک کا دفاع اور دشمن سے پنجہ آزمائی کر سکے)۔

[5] الماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص 5۔

CC BY

(ساتویں) نسب یعنی امام کے لئے ضروری ہے کہ اس کا تعلق قریشی خاندان سے ہو کیونکہ اس کے متعلق قرآن حکم دیتا ہے دوسرے یہ کہ اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہو چکا ہے، اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ دوسرے لوگوں کی حق تلفی ہے تو اس کو ذرہ برابر بھی اہمیت نہیں دی جائے گی۔[6]

اس کے ساتھ ساتھ الماوردی نے خلیفہ کے لیے دس فرائض کا ذکر کیا ہے جن کا بجالانا خلیفہ کے لیے بے حد لازمی ہوتا ہے وہ درج ذیل اقتباس میں وضاحت کرتے ہیں:

(پہلا فرض) وہ دین کی حفاظت اس کے مستند ضوابط اور پہلے نیک بزرگوں کے اجماع کے ساتھ کرے۔ اگر کسی فرد نے مذہب میں کوئی نئی چیز شامل کی یا کوئی شک کرنے والا اس سے علیحدہ ہو گیا تو خلیفہ کو چاہیے کہ وہ دلائل سے اس کے شبہ کو دور کر دے جو صحیح حکم ہو وہ اس کے دل و دماغ میں راسخ کرے اور واجبات و منہیات پر اس کو کاربند کرے تاکہ دین میں کوئی خرابی نہ ہونے پائے اور امت مسلمہ غلطیوں سے بچ سکے۔

(دوسرا) جھگڑا کرنے والوں پر شرعی احکام لاگو کرے اور تنازعہ کا فیصلہ کرے تاکہ عدل قائم ہو کوئی قوت والا کسی پر ہاتھ نہ اٹھائے اور کوئی کم طاقت والا مظلوم نہ بنے۔

(تیسرا) اپنے ملک کو دشمنوں سے محفوظ رکھے۔

(چوتھا) شرعی حدوں کو نافذ کرے تاکہ کوئی بھی آدمی حرام کا مرتکب نہ ہو اور نہ ہی رعایا کے حقوق پر ڈاکہ ڈالے۔

(پانچواں) سرحدوں کی حفاظت اس حسن تدبیر سے کرے کہ دشمن اچانک حملہ کرنے کی جرآت نہ کر سکے اور مسلمانوں اور ذمیوں کے جان ومال کی حفاظت کی جا سکے۔

(چھٹا) اسلام کے نہ ماننے والوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دے انکار پر ان سے جہاد کیا جائے تاکہ مخالفین یا مسلم ہو جائیں یا ذمی بن کر رہیں۔

(ساتواں) ظلم وزیادتی کے بغیر شرعی احکام اور اجتہاد کی روشنی میں صدقات اور خراج کی وصولی کی جائے۔

(آٹھواں) بیت المال سے مستحق لوگوں کو وظائف اور تنخواہ بروقت ادا کرے۔

(نواں) ایمان دار اور قابل لوگوں میں سے اپنا نائب چنے اور دیانت دار قسم کے لوگ حاکم وعامل بنائے۔

[6] الماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص28 .

(دسواں) بنفس نفیس ریاست کے تمام امور کی نگرانی کرے، ہر قسم کے واقعات کی خبر رکھے تاکہ وطن وملت کا صحیح معنوں میں تحفظ کرے۔"[7]

اس وضاحت سے واضح ہوا کہ خلیفہ دین اور مسلمانوں کے امور میں عادل ہو وہ ایسا عالم ہو جو اجتہاد کر سکتا ہو تاکہ نئے درپیش مسائل کا حل اجتہاد کے ذریعے تلاش کرے۔ اس کی قوت سماعت، بصارت اور زبان سلامت ہو تاکہ معاملات براہ راست دیکھ، سن اور بیان کر سکے۔ اس کے جسمانی اعضاء درست ہوں تاکہ حرکت اور طاقت میں نقص نہ ہو۔ خلیفہ یا حکمران کے پاس بہترین رائے اور حکمت عملی ہو تاکہ رعایا کی درست سیاست اور مصالح کی تدبیر کر سکے۔ خلیفہ بہادر اور مجاہد ہو تاکہ جنگوں میں قیادت کرے اور مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کرے۔ خلیفہ قریشی ہو کیونکہ نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں: " آئمہ قریشی ہوا کریں گے۔"[8]

اس روایت کو انہوں نے قبول کیا اور سچ سمجھا اور اب تک وہ خود تنہا جو کارروائی کر رہے تھے اس سے رک گئے اور کہا ہم میں سے اور تم میں سے ایک ایک امیر ہو، تو حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ ہم امیر نہیں آؤ تم وزیر بنو، تو انصار نے ان کی اس بات کو منظور کر لیا، حدیث میں بھی قریش کو مقدم رکھنے اور ان سے آگے نہ بڑھنے کی تاکید ہے؛

"قدموا؛ قریشاو لاتقدموها " 9

مندرج بالا گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ ریاستی امور کی نگہبانی، ملک و قوم کی حفاظت اور ہر قسم کے حالات پہ نظر رکھنا یہ سب خلیفہ کے فرائض میں شامل ہے امور سلطنت کی نگرانی، حاکم کے فرض میں شامل ہے کہ وہ ریاستی امور کی خود نگرانی کرتا رہے اور تمام حالات وواقعات سے باخبر رہے تاکہ ملک وملت کی حفاظت اور امت کی پاسبانی احسن طریقے سے کر سکے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عیش وعشرت اور نفلی عبادات میں محو ہو کر اپنے فرائض منصبی سے لاپرواہی نہ برتے۔

شوریٰ کی ضرورت واہمیت کے متعلق الماوردی کے نظریات کا خلاصہ

الماوردی نے خلافت کے نظام میں شوریٰ کی ضرورت باور کرائی اور کہا کہ خلیفہ کی تعیناتی کے حوالے سے مشورہ لینا ضروری ہے۔ اس میں لوگوں کی رائے کا لحاظ رکھا جائے اور خلیفہ کو منتخب کرنے میں اہلِ علم کا کردار اہم ہو۔ انہوں نے لکھا کہ اگر خلیفہ کے انتخاب میں شوریٰ کی پیروی نہیں کی جاتی یا لوگوں کی مشاورت کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ہے تو حکومتی مضبوطی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ انہوں نے شوریٰ کے عمل کو مؤثر اور متوازن بنانے کے لیے تاکید کی کہ مشیران کا انتخاب محض رشتہ داری،

---

[7] الماوردی، **الاحکام السلطانیہ**، ص5 .

[8] نفس مصدر۔

[9] امام احمد بن حنبل، **مسند احمد بن حنبل**، عن جبیر بن مطعم (بیروت: المکتب الاسلامی، ۲۰۱۵ء)، ج4 ، ص81 ،83۔

قومیت یا شہرت کے بجائے ان کے علم، کردار اور حکمت پر ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ شوریٰ میں شامل افراد کا اپنے ساتھ بھی عہد وپیماں ہو کہ وہ حکمران کو خلوص نیت اور نیک مقصد کے ساتھ مشورہ دیں۔ انہوں نے شوریٰ کو حکومت کے اصولی اور عملی حصے کے طور پر پیش کیا اور اس کے ذریعے حکمران کے فیصلوں میں فکری پختگی اور عدل کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ ان کے مطابق شوریٰ کا مقصد صرف حکومتی امور میں مشورہ دینا نہیں تھا بلکہ یہ ایک ایسا طریقہ تھا جس سے حکومت کے استحکام اور عوام کی فلاح ممکن ہو سکتی تھی۔ الماوردی کے مطابق خلافت، امامت کے مترادف ہے، جو خدا کی طرف سے منتخب ہونے والے خلیفہ کو حاصل ہوتی ہے۔ وہ خلافت کو ایک دینی و سیاسی منصب سمجھتے تھے، جس میں خلیفہ کی ذمہ داری نہ صرف حکومت کی انتظامیہ کو چلانا تھی، بلکہ اس کی اخلاقی اور دینی ہدایات بھی اہم تھیں۔ الماوردی خلافت کے ادارے کو ایک اصولی اور قانونی جواز دینے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے مطابق، اگر خلیفہ میں چند خاص خصوصیات نہ ہوں، تو اس کا خلافت پر تسلط ختم ہو جاتا ہے۔

الماوردی کے نزدیک خلیفہ کا کردار ایک اہم انتظامی و دینی رہنما کا تھا، مگر اس کے اختیارات بھی محدود تھے۔ انھوں نے بتایا کہ خلیفہ کو عوام کی فلاح کے لیے کام کرنا چاہیے، لیکن اس کے اختیارات کی کوئی حد بھی ہونی چاہیے تاکہ وہ عوامی حقوق اور عدلیہ کی آزادی کے ساتھ کوئی تجاوز نہ کرے۔ حکومت کا بنیادی مقصد امن و سکون کی فراہمی اور عوام کے حقوق کا تحفظ ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ حکمران کے لیے ضروری ہے کہ وہ عدلیہ کو آزاد رکھے اور ظلم و بربریت سے بچا کر ان کے درمیان عدل و انصاف کے قیام کو یقینی بنائے۔

انہوں نے حکمرانوں کو عوامی فوائد کو اہمیت دینے کی نصیحت کی اور اس کی تاکید کی کہ ہر فرد کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ ان کا نظریہ اس بات پر بھی دباؤ ڈالتا تھا کہ حکمران کے پاس اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے طاقت ہونی چاہیے، مگر اسے اخلاقی اور دینی حدود کے اندر رہنا چاہیے۔ الماوردی کا سیاست، حکمرانی اور شوریٰ کے متعلق نظریہ ایک شفاف اور متوازن سوچ مہیا کرتا ہے جو اسلامی حکومت کی اخلاقی، دینی، اور عملی حیثیتوں کو یکجا کرتا ہے۔ ان کے خیالات نے اسلامی سیاسی فکر کو گہرائی سے متاثر کیا اور آج بھی ان کی کتاب "الاحکام السلطانیہ" کو ایک اہم ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ اب ذیل میں دوسرے مفکر ابن تیمیہ کا تعارف اور ان کا شوریٰ کے متعلق فکر و نظریہ پیش کیا جائے گا۔

ابن تیمیہ کا تعارف

ابن تیمیہ ایک مشہور حنبلی عالم دین تھے جو 1263ء میں حران (عراق) میں پیدا ہوئے۔ ان کا پورا نام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن تیمیہ الحرانی تھا۔

تعلیم و تربیت

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 02-06-2026

ابن تیمیہ چھ سال کے تھے جب تاتاریوں نے حران پر قبضہ کر لیا، آپ کے اباجان ابو المحاسن ابن تیمیہ اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت کر کے دمشق آ گئے۔ آپ کے والد ایک نامور عالم تھے اس لیے ابن تیمیہ نے اپنے والد اور اکابر علماء سے علوم دینیہ پڑھے۔ انہوں نے اپنے عہد میں اسلامی علوم و فنون پر مکمل توجہ دی اور حدیث، فقہ اور تفسیر کے بڑے عالم مانے جاتے ہیں۔ ان کا سارا گھرانہ صاحب علم گردانا جاتا تھا، جس میں ان کے دادا اور چچا بھی جید علماء تھے۔ ابن تیمیہ کو اہلسنت کے بڑے علماء میں شامل کیا گیا ہے آپ کا تعلق فقہی طور پر حنبلی مسلک سے تھا۔ لیکن وہ اجتہادی فکر کے حامل تھے۔ انہوں نے مکمل طور پر امام احمد بن حنبل کی تقلید بھی نہیں کی، بلکہ وہ قرآن و سنت کی براہ راست پیروی کے قائل تھے۔

وفات: آخری وقت دمشق کی جیل میں گزرا، ۱۳۲۸ء میں دمشق میں فوت ہوئے اور اسی جگہ آپ کی تدفین ہوئی۔[10]

اب ابن تیمیہ کی شوریٰ کے متعلق مشہور کتاب "السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیۃ" کا تعارف پیش کیا جائے گا۔

"السیاسۃ الشرعیہ" کا تعارف

السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیۃ، ابن تیمیہ کی بہت مشہور و معروف تصنیف ہے اس کتاب میں اسلامی سیاست اور جہاں بانی کے اصول، قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ شیخ ابن تیمیہ نے یہ کتاب عربی زبان میں تصنیف کی، جس کا اردو ترجمہ محمد اسماعیل گودھروی نے "**سیاست شرعیہ**" کے نام سے کیا ہے۔ یہ کتاب تقریبا بیس فصول اور ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

مشورہ سنت الٰہیہ ہے

مشورہ کرنا اللہ تعالی کی سنت ہے حالانکہ وہ کائنات کا خالق و مالک ہے اس کے باوجود فرشتوں سے مشورہ فرما کر ہم پر مشورہ کی اہمیت واضح فرماتا ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةًؕ[11]

اس وقت کو یاد کیجیے جب آپ کا رب فرشتوں کو فرماتا تھا کہ زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

اللہ رب العزت ساری قدرتوں کا مالک ہونے کے باوجود فرشتوں سے مشاورت فرماتا ہے پروردگار عالم کے لیے مشورہ بالکل اہم نہیں ہے اور نہ ہی اس کا علم ناقص ہے بلکہ اس کا علم اکمل، ذاتی، ازلی اور قدیم ہے وہ جب کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو صرف اتنا کہتا ہے ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے اگر ہمارا رب، ان اللہ علی کل شئ قدیر ہو کر بھی مشورہ کرے تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ

[10] شاہ ابوالحسن زید فاروقی، **ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء** (دہلی: شاہ ابوالخیر اکاڈمی، ۱۹۸۱ء)، ص 34۔

[11] القرآن، 2:30۔

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 02-06-2026

مشورہ سنت الٰہی ہے اوراس کی اہمیت وضرورت کس قدر ہے۔ دوسرا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشاورت لاعلمی اور بے خبری کی دلیل نہیں ہے، اور نہ ہی اس سے کسی کی لاعلمی اور بے خبری کو تعبیر کیا جائے گا۔

ابن تیمیہ کا موقف تھا کہ کسی بھی ملک کا انتظام وانصرام چلانے اور عوامی فلاح وبہبود کے لیے شورائی نظام بہت ضروری ہے ان کا نظریہ تھا کہ شوریٰ کے بغیر کوئی بھی کام سو فیصد درست سرانجام نہیں دیا جاسکتا اور وہ اپنے اس نظریے کو قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ اپنی کتاب "سیاسۃ الشریعہ" کی بنیاد قرآن مجید کی ان فرامین الٰہی کو قرار دیتے ہیں:-

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَاۙ۔ [12]

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ۔ [13]

"اے مومنو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں حکومت والے ہیں"

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ علماء شریعت کا قول ہے کہ یعنی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ ۔۔۔۔۔الخ ولاۃ امور والیان ملک امراء وحکام کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ یہ لوگ امانتیں ان کے اہل اور حق داروں تک پہنچائیں، جب کوئی حکم کریں اور فیصلہ دیں تو عدل وانصاف سے کریں۔ دوسری آیت میں اللہ ورسول اور حکمران کی اطاعت کا حکم سادر کیا گیا ہے۔ رعیت اور رعیت کے لشکروں وغیرہ کے متعلق ہے۔ کہ وہ اپنے اولی الامر کی اطاعت کریں جو اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ تقسیم اور جنگ کے احکامات جاری کررہے ہیں۔ اور غزوات وغیرہ میں کام کررہے ہیں۔ ہاں اس حکم کی پیروی نہ کریں جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو۔ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃالخالق جس بات میں کائنات کے مالک وخالق نافرمانی ہوتی ہو اس میں مخلوق کی اطاعت ہرگز جائز نہیں۔ پس جب کسی معاملہ میں آپس میں تنازع ہو جائے، تو کتاب وسنت کی طرف لوٹا دیں، اگر یہ لوگ ایسا نہیں کرتے کہ باہمی تنازع کو کتاب وسنت کی طرف لوٹائیں، تو والیان ملک کا فریضہ ہے کہ وہ ان احکام خداونی پر سختی سے کاربند رہیں۔ [14]

خلافت صدیقؓ

وصال نبوی ﷺ کے بعد اس فطری اور آسمانی نظام کو جاری رکھنے کے لیے کبار صحابہ کرام اور جمہور مسلمانوں نے حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرلی، گویا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں نے شوریٰ کے ذریعے حضرت ابو بکر

---

[12] القرآن، 4:58

[13] القرآن، 4:59۔

[14] ابو العلاء محمد اسماعیل، مترجم، ابن تیمیہ، سیاست شرعیہ (کراچی: دائرہ نور القرآن، ۱۴۲۸ھ)، ص 83 ۔

صدیق رضی اللہ عنہ کو باہمی اتفاق رائے سے اپنا خلیفہ منتخب کیا اس طرح عملی طور پہ مشاورت کا مرحلہ ظاہر ہوا جو کہ قرآن و حدیث کے عین مطابق تھا۔[15]

حضرت ابو بکر صدیق نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد جو پہلی تقریر کی تھی اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ

"اَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ وُلِّيْتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ ---- الخ "۔ [16]

" اے لوگو! مجھے تمہارا حاکم مقرر کیا گیا ہے اور میں تم میں بہتر نہیں ہوں، اگر میں خوبصورت کام کروں تو میری معاونت کریں، اگر میں سچ کہوں تو میری توجہ اور زیادہ پختہ کرو، کیونکہ سچ ایمانداری ہے اور کذب خیانت ہے، اور جو تم میں ناتواں ہیں وہ میرے لیے قوی ہیں تا آنکہ میں ان کا حق لوں گا اور جو تم میں طاقت والے ہیں میرے نزدیک ناتواں ہیں واللہ میں اس سے حق لے کر حق دار کو دوں گا تم میں سے کوئی بھی جہاد ترک نہ کرے کیونکہ جو قوم جہاد ترک کر دیتی ہے اللہ تعالی ذلت اس قوم کے مقدر میں شامل فرما دیتا ہے، میری پیروی اس وقت تک کرو، جب میں مالک جن وانس اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کروں، جب میں پروردگا کی نافرمانی کروں تو میری پیروی تمہارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی، اس وقت نماز کے لیے صف بستہ ہو جاؤ خدا تمہیں اپنی رحمتوں سے نوازے۔"[17]

اس وقت سے یہ ضروری دستور بن گیا کہ خلفاء بیعت کے بعد کھڑے ہو کر قوم کے سامنے اپنے منشور کی وضاحت کریں۔ آج تک یہ اچھا رواج چلا آ رہا ہے۔

رفق و عزیمت

ابن تیمیہ کہتے ہیں ہر کام کے لیے دو چیزیں بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں اولا رفق و نرمی اور ثانیا عزم و استقلال، حاکم میں اپنی رعایا کے لیے نرمی بھی کمال درجہ کی ہو وہ ان کی ہر تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھے یعنی ان کی معمولی سے معمولی تکلیف خلیفہ برداشت نہ کر سکے اور جب تک ان کی تکلیف رفع نہ کر دے اسے چین نہ آئے اور عزیمت مطلب ہے کہ جس کام کو شروع کرے اسے پوری ہمت و طاقت کے ساتھ مکمل کرے، کچھ بھی ہو اپنے عزم و استقلال میں لغزش نہ آنے دے۔ نائب رسول خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں یہ دونوں صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ وصال حضور ﷺ کے بعد سارے عرب میں

---

[15] ابن تیمیہ، **سیاست شرعیہ**، ص22 .

[16] حافظ ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ** (بیروت: دار العلمیہ، ۱۹۹۸ء)، ج6 ، ص305–306 ۔

[17] گوہر رحمان، **اسلامی سیاست**، ص353 ۔

فتنہ ارتداد کھڑا ہو گیا۔ دو قسم کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ایک وہ جو زکوۃ کا انکار کرتے تھے اور دوسرے وہ جو سرے سے اسلام ترک کر بیٹھے تھے۔ اسلام ترک کرنے والوں میں اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور سجاح بھی شامل تھی۔

سیدنا صدیق اکبر کا عزم و استقلال ہی تھا جو اسلام کو بچا لیا گیا۔ گیارہ سرداروں کو مختلف جہات میں روانہ کیا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو طلیحہ بن خویلد اسدی کی طرف بھیجا جو بزاخہ میں تھا، یہاں سے فارض ہو کر مالک بن نویرہ کی طرف بطلاح روانہ ہوئے ،عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو قضاعہ کی طرف روانہ کیا، عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب کو جہنم واصل کرنے کے لیے یمن بھیجا، ان کے پیچھے پیچھے شرجیل بن حسنہؓ کو روانہ کیا۔ مہاجر بن ابی امیہؓ کو اسود عنسی کا خاتمہ کرنے کے لیے صنعاء روانہ کیا، حذیفہ بن محسن کو عمان کی طرف بھیجا، علاء بن حضرمی کو بحرین روانہ فرمایا، طریقہ بن حاجز کو بنی ہوازن اور بنی سلیم کی طرف روانہ کیا،، خالد بن سعید کو مشارف شام بھیجا گیا۔[18]

خلافت فاروقی اور اطلاق شوریٰ

حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات (۲۲ جمادی الثانی، ۱۳ھ) کے بعد لوگوں نے سیدنا فاروق اعظمؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنا شروع کر دی، کہ خدائی دستور العمل اور فطری نظام کو چلانے کے لیے شورائی عمل بہت ضروری تھا۔ بیعت خلافت کے بعد سیدنا عمرؓ نے ممبر پر چڑھ کر چند کلمات بولے:

> إِنَّمَا مَثَلُ الْجَمَلِ كَمَثَلِ الْجَمَلِ اَنْفُهُ يَتَّبِعُ قَائِدَهُ۔۔۔ الخ ۔[19]
>
> "میری مثال اس اونٹ جیسی ہے جو ذلیل و خوار بن کر چلتا رہتا ہے، اس کی نکیل پکڑ کر جس طرف لے جانا چاہو لے جاؤ، تو اس کے قائد کا فرض ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ اس کو کدھر لے جانا ہے۔ تو رب کعبہ کی قسم ہے میں تمہیں سیدھے راستے پر لے جاؤں گا۔"[20]

مندرجہ بالا اقتباس میں حضرت فاروق اعظمؓ کے حالات زندگی کی طرف بہترین اشارہ ہے آپ نے ملک و ملت کی خدمت کا حق ادا کیا۔ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے بہت سی اصطلاحات متعارف کروائیں، چند ایک کا یہاں ذکر کیا جائے گا:

[18] ابن تیمیہ، **سیاست شرعیہ**، ص35 .

[19] ابن تیمیہ، **سیاست شرعیہ**، ص39 .

[20] گوہر رحمان، **اسلامی سیاست** (مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، ۲۰۱۷ء)، ص355 .۔

محکمہ عدالت

سیدنا فاروق اعظمؓ نے عدالت کا محکمہ قائم کیا اور اسے حاکم، والی، اور امراء سے دور رکھا۔ کوفہ میں شریح ابن الحرث الکندی کو مقرر کیا، انہوں نے تقریباً بیس سال تک قضاء کی، قیس بن ابی العاص السہمی کو مصر میں مقرر کیا جو اسلام میں پہلے قاضی تھے۔

عمال اور گورنروں کا انتخاب

سیدنا فاروق اعظمؓ نے گورنروں اور عمال کی تقرری کی۔ گورنر اور عمال، راعی ورعایا میں مساوات کے خواہش مند تھے ان کے نزدیک تمام لوگ برابر تھے۔ ایک عام آدمی کسی عامل کی شکایت کرتا تو آپ اسے محاکمہ کے لیے بھیج دیتے تھے۔ وہاں دونوں کی برابر حیثیت ہوتی، اور شریعت کے مطابق فیصلہ ہوتا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ مجرموں کے لیے انتہائی سخت اور رعایا کے لیے انتہائی نرم تھے، راتوں کو جاگ کر ان کے حالات معلوم کیا کرتے تھے۔

مجلس شوریٰ

سیدنا فاروق اعظمؓ کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش آتا تو آپ سب سے پہلے عام لوگوں سے رائے لیتے اس کے بعد خواص، اور کبار صحابہ کرام سے مشورہ کر لیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو کام مشاورت سے نہیں کیا جاتا وہ برکت سے محروم رہتا ہے۔

آپ کے مشیر خاص یہ حضرات تھے، سیدنا عثمان بن عفانؓ، سیدنا علی بن ابی طالبؓ، سیدنا عباس بن عبد المطلبؓ، سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ، یہ دونوں حضرات سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے، اور سیدنا عبد الرحمن بن عوفؓ، جیسے حضرات آپ کی مجلس شوریٰ کے رکن ہوا کرتے تھے۔

شوریٰ کے متعلق ابن تیمیہ کے نظریات

ان کی فکر میں "شوریٰ" (مشورہ) بہت اہم اور بنیادی ضابطے کے طور پر خیال کیا جاتا ہے، خصوصاً اسلامی حکومت و قیادت اور اجتماعی نظم ونسق کے حوالے سے شوریٰ کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ شوریٰ محض ایک اخلاقی مشورہ نہیں بلکہ اسلامی نظام حکومت کا ایک لازمی اور شرعی اصول ہے۔ ان کے نظریات کی بنیاد قرآن وسنت، صحابہ کرام کی سیرت، اور خلفائے راشدین کے طرز حکومت پر ہے۔

معاصر دنیا میں الماوردی کے افکار کا اطلاق

الماوردی	معاصر اطلاق
خلافت وعدل پر مبنی نظام	حکومت
آزاد، منصفانہ عدالتی نظام	عدلیہ

Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.4, Issue.2 (April-June-2026)
Acceptance Date04-05-2026

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 02-06-2026

فقہی نظام کی تنظیم	مذہب
جدید نظام تعلیم میں اخلاقی تربیت کا انضمام	علم اور اصلاحی فکر

معاصر دنیا میں ابن تیمیہ کے افکار کا اطلاق

ابن تیمیہ	معاصر اطلاق
اسلامی فلاحی ریاست کا تصور، کرپشن کے خاتمے کی جدوجہد	شریعت کی بالادستی اور عدل
عدالتی اصلاحات، انصاف کی فراہمی	عدل، حدود اور قضا کی اہمیت
دین کی اصل روح کی طرف واپسی، اجتہاد پر زور	شرک، بدعت کا خاتمہ، اجتہاد
جمہوریت میں عوام کی شمولیت، اسلامی اقدار کی حفاظت	حکمران کی شرعی اطاعت مشروط

معاصر اطلاق

الماوردی خلافت وعدل پر مبنی نظام حکومت کی ترغیب دلاتے ہیں۔ جدید نظام تعلیم میں اخلاقی تربیت کا انضمام، علم اور اصلاحی فکر کے ذریعے ممکن ہے۔ ان کے مطابق مذہب میں فقہی نظام کی تنظیم ضروری ہے۔ الماوردی عدلیہ میں آزاد اور منصفانہ عدالتی نظام کی سفارش کرتے ہیں۔ آج کے دور میں خاص طور پر بعض مسلم معاشروں میں جہاں خرافات اور بدعات کا بہت گزر رہا ہے ابن تیمیہ کے نظریات ہمیں دین کی اصل تعلیمات کی طرف واپس لانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کے مطابق مسلمان صرف اللہ کی عبادت کریں اور ہر قسم کی غیر دینی یا غیر شرعی رسم ورواج سے بچیں۔ پروردگار ہمیشہ سے وحدہ لاشریک ہے اور رہے گا، اس کی ذات وصفات، بے مثل وبے مثال ہے وہ اکیلا ساری کائنات کا رب ہے اور اسے تمام جہانوں کو بسانے اور نظام دنیا کو رواں دواں رکھنے کے لیے کسی مددگار کی قطعا کوئی ضرورت نہیں۔

نتائج بحث

1. الماوردی نے نظام خلافت میں شوریٰ کی ضرورت واہمیت واضح کی ہے اور کہا کہ خلیفہ کی تعیناتی کے حوالے سے مشورہ لینا انتہائی ضروری ہے۔
2. الماوردی کے نزدیک خلیفہ کا کردار ایک اہم انتظامی ودینی رہنما کا تھا، مگر اس کے اختیارات بھی محدود تھے۔

3. ماوردی کے نزدیک لوگوں کی رائے کا لحاظ رکھا جائے اور خلیفہ کو منتخب کرنے میں اہلِ علم کا کردار اہم ہو۔
4. ماوردی نے شوریٰ کے عمل کو مؤثر اور متوازن بنانے کا مشورہ دیا کہ مشیران کا انتخاب محض رشتہ داری، قومیت یا شہرت کے بجائے ان کے علم، کردار اور حکمت پر ہونا چاہیے۔
5. ابن تیمیہ کی فکر میں "شوریٰ" کو بہت اہم اور بنیادی ضابطہ سمجھا جاتا ہے۔
6. ابن تیمیہ کے نزدیک اسلامی حکومت و قیادت اور اجتماعی نظم و نسق کے حوالے سے شوریٰ کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔
7. ابن تیمیہ نے شوریٰ کو محض ایک اخلاقی مشورہ نہیں بلکہ اسلامی نظامِ حکومت کا ایک لازمی اور شرعی اصول قرار دیا ہے۔
8. ان تمام دلائل و شواہد سے معلوم ہوا کہ زمانۂ نبوی اور زمانۂ خلفائے راشدین میں ہر اہم کام کے لیے شوریٰ کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ خواہ جہاد پر روانگی ہو یا خلیفہ کا انتخاب، ہر موقع پر مشاورت کا اہتمام کیا جاتا تھا۔
9. حضور سرورِ عالم ﷺ کے مبارک دور کے بعد تمام خلفاء کو شوریٰ کے ذریعے منتخب کیا گیا۔
10. خلفائے راشدین سنتِ نبوی پر کاربند رہتے ہوئے ہمیشہ شوریٰ کے ذریعے فیصلے کیا کرتے تھے۔

تجاویز و سفارشات

مسلم حکمرانوں کو شورائی طریقے سے منتخب کیا جائے، مجلسِ شوریٰ میں اہل علم و فضل کو لازمی شامل کرنا چاہیے۔ تمام ملکی اور ملی فیصلے شوریٰ کے ذریعے کیے جائیں، حکمرانوں کو چاہیے کہ ہر معاملے میں مجلس شوریٰ کو مقدم رکھیں، اور ان کی رائے کا احترام کریں۔ امت کو اسی (شورائی) سنت نبوی ﷺ اور سنت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پہ عمل پیرا ہو کر دارین کی کامیابیاں حاصل کرنی چاہییں۔

References:

1. Khan, M. Q. (1961). *Al-Mawardi*. In M. M. Sharif (Ed.), *A History of Muslim Philosophy* (Vol. 3). Lahore.
2. Al Baghdadi, A. M. (1981). *The Political Thought of Abu Hasan al-Mawardi* (Doctoral dissertation, University of Edinburgh). University of Edinburgh.
3. Al Baghdadi (1981, pp. 45–46).
4. Al-Mawardi. (2008). *Al-Ahkam al-Sultaniyyah* (S. M. Ibrahim, Trans.). Lahore: Qanuni Kutub Khanah. (p. 5).
5. Al-Mawardi. (2008). *Al-Ahkam al-Sultaniyyah* (S. M. Ibrahim, Trans.). Lahore: Qanuni Kutub Khanah. (p. 28).
6. Ibn Hanbal, A. (2015). *Musnad Ahmad ibn Hanbal* (Vol. 4, pp. 81–83). Beirut: Al-Maktab al-Islami.
7. Faruqi, A. H. Z. (1981). *Ibn Taymiyyah aur Un ke Hamsar Ulama*. Delhi: Shah Abu al-Khair Academy.

8. The Qur'an. (2:30).
9. The Qur'an. (4:58).
10. The Qur'an. (4:59).
11. Ibn Taymiyyah. (1428 AH). *Siyasah Shar'iyyah* (A. M. Ismail, Trans.). Karachi: Dairah Nur al-Qur'an. (p. 83).
12. Ibn Taymiyyah. (1428 AH). *Siyasah Shar'iyyah* (A. M. Ismail, Trans.). Karachi: Dairah Nur al-Qur'an. (p. 22).
13. Ibn Kathir. (1998). *Al-Bidayah wa al-Nihayah* (Vol. 6, pp. 305–306). Beirut: Dar al-'Ilmiyyah.
14. Rahman, G. (2017). *Islami Siyasat*. Mardan: Maktabah Tafhim al-Qur'an. (p. 353).
15. Ibn Taymiyyah. (1428 AH). *Siyasah Shar'iyyah* (A. M. Ismail, Trans.). Karachi: Dairah Nur al-Qur'an. (p. 35).
16. Ibn Taymiyyah. (1428 AH). *Siyasah Shar'iyyah* (A. M. Ismail, Trans.). Karachi: Dairah Nur al-Qur'an. (p. 39).
17. Rahman, G. (2017). *Islami Siyasat*. Mardan: Maktabah Tafhim al-Qur'an. (p. 355).